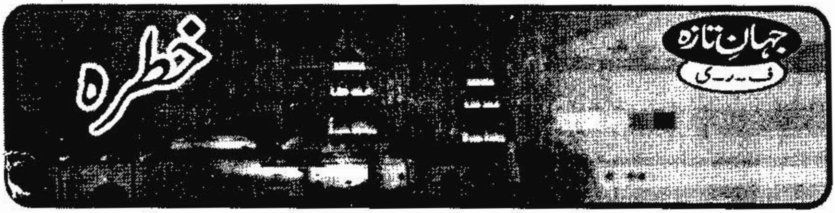

اللہ تعالیٰ کی مخلوق انسان بھی عجیب ہے کہ اسے نواز دیا جائے تو پھر آپے سے باہر ہو جاتا ہے اور اگر محروم کر دیا جائے تو شکوے شکایتوں کے ڈھیر لگا دیتا ہے۔ کتنے ایسے لوگ ہیں جنہیں کچھ مل جائے تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں اور اگر نہ ملے تو صبر۔؟ اور پھر حالت یہ ہے کہ اپنے مفادات کے لیے دوسرے کا نقصان کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتے لیکن جب ایسے ہی کسی خودغرض اور ناشکرے کو اپنے مفادات پر زد پڑتی نظر آئے تو پھر اجتماعیت کی آڑ میں اپنے مفادات کا رونا۔ رونا شروع کر دیتا ہے مثلاً آپ اپنے وطن عزیز پاکستان میں سیاسی جماعتوں کو دیکھ لیں ان میں کچھ تو خالصتاً سیاسی ہی کہلاتی ہیں مذہب سے نا صرف کہ تعلق نہیں رکھتیں بلکہ اس سے بیزاری کا اظہار بھی کرتی ہیں ان کے قائدین بھی اپنے آپ کو سیکولر ثابت کرنے کے لیے اخلاقیات کی تمام حدیں بھی عبور کر جاتے ہیں لیکن کچھ جماعتیں ہیں کہ خالصتاً مذہبی ہونے کی دعویدار ہیں اور مذہب کے نام پر سیاست کرتی ہیں۔ البتہ بعض گروہ جوان دونوں کے درمیان درمیان میں رہنے کی کوشش کرتے ہیں مذہبی لوگوں کو خوش رکھنے کے لیے بھی حج وعمرے پر جانے کی خبریں دیں گے تو کبھی لوگوں کے سامنے اپنے نماز روزے کی نیکی کا ڈھنڈورا پیٹیں گے۔ بے دین لوگوں کو راضی کرنے کے لیے ناچ گانے سمیت ہر وہ کام کر گزریں گے جو نا صرف کہ اسلام کی تعلیمات کے منافی ہوتے ہیں بلکہ سراسر اسلام کے عزت و وقار کے خلاف اور اس سے دشمنی پر مبنی ہوتے ہیں تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں ایسا روزمرہ میری آپ کی کھلی آنکھوں کے سامنے ہوتا ہے۔

اچھا انہی جماعتوں کے دعوے چونکہ الگ الگ ہوتے ہیں کوئی اسلام کا علمبردار ہے تو کوئی جمہوریت کا چیمپئن جبکہ حقیقت یہ ہے کہ نا تو مذہبی جماعتوں کے سربراہ اور قائدین اسلام کے سنہری اصولوں کے پابند ہوتے ہیں نہ ہی دوسرا گروہ جمہور کے جذبات کا خیال رکھتا ہے بلکہ دونوں اپنے اپنے مفادات کے اسیر ہوتے ہیں جب ان کے مفادات کو کہیں سے بھی کوئی خطرہ محسوس ہوتا ہے تو اپنے اپنے مورچوں میں پناہ لیتے ہیں مثلاً مذہبی جماعتوں کے قائدین اور لیڈروں نے کسی کو بلیک میل کرنا ہو یا زیادہ سے زیادہ ذاتی فوائد حاصل کرنا ہوں تو وہ ''اسلام خطرے میں ہے'' کا راگ الاپنا شروع کر دیں گے نفاذ شریعت کے نام پر کانفرنسیں سیمینار ہوں گے اسلام کے نام پر جلسے جلوس ریلیاں اور کاررواں نکلیں گے۔ جونہی مطلوبہ مقصد پورا ہو جاتا ہے تو پھر کہاں کی شریعت اور کہاں کا اسلام؟۔ اسی طرح سیاسی جماعتیں اپنے مفادات کو خطرہ محسوس کریں تو ''جمہوریت خطرے میں ہے'' کا

واویلا شروع کر دیتی ہیں جیسے اب اسلام آباد میں ہو رہا ہے۔ پارلیمنٹ کے دونوں ایوان بغیر کسی استثنیٰ کے جمہوریت کے ''تحفظ'' کے لیے اکٹھے ہو گئے ہیں اور جہاں جہاں سے وہ جمہوریت کے لیے خطرے کی بو محسوس کرتے ہیں وہاں وہاں ہی وہ تقاریر کے ذریعے الفاظ کی بمباری کر کے سمجھ رہے ہیں کہ اب ہم نے ''دشمن'' کو ختم کر دیا ہے اور اس کے ٹھکانوں کو بھی تباہ و برباد کر دیا ہے اب وہ کبھی بھی سر نہیں اٹھا سکے گا۔ اور اس سارے رد عمل کا نام رکھا گیا ہے ''ضرب غضب'' **لاحول ولا قوۃ الا باللہ**

حالانکہ خطرہ نہ اسلام کو ہوتا ہے اور نہ ہی جمہوریت کو خطرہ صرف اور صرف بعض مولویوں کے مفادات اور پرمٹوں کو ہے یا حکمرانوں کے کمیشنوں اور رشوت کو اور اپوزیشن و دیگر جماعتوں کی ممبریوں اور باریوں کو۔ لیکن یہ سب بہروپیے نام اسلام، عوام، پاکستان اور جمہوریت کا استعمال کرتے ہیں۔

آپ ذرا غور کریں کہ مذہبی جماعتوں میں اپنی اپنی انا اور ضد کی وجہ سے دھڑے بندیاں نہیں ہیں؟ کیا ان کے مالی معاملات صاف و شفاف ہیں۔ کیا وہ عدل و انصاف کے علمبردار ہیں اور خود اپنے نظم اور جماعت میں کس حد تک اسلام کی پیروی کر رہے ہیں اور اس کے نظام کو نافذ کیے ہوئے ہیں کیا اسلام کی تعلیمات ان کے جماعتی رویوں سے کچھ بھی میل کھاتی ہیں کیا وہ خود قرآن کے حکم **ان تو دوا الامانات الی اھلھا**۔ اور حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم **انزلوا الناس منازلھم** پر عمل پیرا ہیں؟ کیا وہ مساجد اور مدرسہ کے چندوں سے خود اور ان کے پورے پورے خاندان عیش و عشرت نہیں کر رہے۔ کیا مساجد کے کمیشن ان کی چودھراہٹ کا ایندھن نہیں ہیں......؟؟؟

رہ گئی سیاسی جماعتیں اور ان کے لیڈر۔ تو ان کا پاکستان سے تعلق صرف اور صرف سالانے لگانے تک ہے۔ جو باری باری چند سال کے لیے پاکستان میں حکومت کرتے ہیں اپنے لیے مال و دولت جمع کیا اور بیرون ملک (جو شاید ان کے اصل ملک ہیں) کے بنکوں میں ''محفوظ'' کر دیا۔ خاندان اور رشتے داروں کو باوجود تمام تر ''نااہلیوں'' کے اعلیٰ مناسب دے کر نواز اور انہیں کھل کھیلنے کے مواقع فراہم کرتے رہے سہے کچھ ٹکڑے بھی اپنے دوست واحباب اور رشتہ داروں میں تقسیم کر دیتے ہیں۔ عوام بے چاری تو محض بدنامی کے الزامات سہنے کے لیے ہی رہ جاتی ہے۔ یہ جو جمہوریت کی حفاظت کے لیے فکر مند ہیں ان کی جماعتوں کا حال دیکھیں کہ کس قدر ان میں جمہوریت ہے ابھی ہمارے موجودہ حکمران ہی جو ''بادشاہ'' کے نام سے معروف ہیں ان کو دیکھیں اپنی جماعت کے ذمہ داران، مجلس شوری تو درکنار اپنی کابینہ سے بھی مشورہ تک کرنا گوارہ نہیں کرتے اگر کسی بحران کا شکار ہو جاتے ہیں تو پھر ایسے ایسے نابغے مشیر بن کر آتے ہیں جو اپنی ''فہم و فراست'' سے اپنے گھر پہلے ہی اجاڑ چکے ہوتے ہیں۔ **انا للہ وانا الیہ راجعون**

انہی غلط مشوروں کا نتیجہ ہے کہ ہمارے یہ ''بادشاہ لوگ'' جن کے سبب سے بیمار ہوتے ہیں ان عطار کے لونڈوں سے بھی نہیں بلکہ انہی عطاروں سے پھر دوائی لینا شروع کر دیتے ہیں کیا کوئی معمولی سوجھ بوجھ رکھنے والا

شخص بھی یہ نہیں جانتا کہ ایک غیر ملکی پاکستان میں آ کر اس کے آئین وقانون کی دھجیاں کیسے بکھیر سکتا ہے اور پھر ایک مخصوص مذہبی گروہ جو اپنی پیدائش سے ہی بے وفائی اور دہشت گردی میں ضرب المثل ہے کا ہراول دستہ بنا اور موصوف کا اکثر سیاہ لباس میں ملبوس رہنا حقیقت حال کی چغلی نہیں کھاتا؟۔ اور پھر کراچی کی ایک لسانی تنظیم کے سربراہ اور سدا بہار گورنر کہ جس پر قتل تک کے مقدمے قائم ہیں مگر وہ ہر حکومت کی طرف سے گورنری کا حق دار سمجھا گیا ہے اس کے عالمی ایجنٹ یا مافیا کا نمائندہ ہونے میں کوئی شک رہ جاتا ہے مگر افسوس کہ اپنی مجبور' مقہور رعایا پر اپنی چودھراہٹ کی دھاگ بٹھانے کے لیے ہر جائز وناجائز حربہ اختیار کرنے والے یہ حکمران ایسے دشمنوں کا نام تک قوم کو بتانے کی جرات نہیں رکھتے اور اگر یہ لاعلم ہیں تو پھر ان جیسا نااہل کوئی دوسرا نہیں؟ آپ ذرا غور کریں کہ طاہر القادری کے کینیڈا سے پاکستان آنے سے لیکر اب تک جب بھی ضرورت پڑی تو ہمارے حکمران رابطہ کس سے کرتے ہیں؟ چودھری سرور گورنر پنجاب سے کہ جو برطانیہ کا وائسرائے بن کر پنجاب پر مسلط ہے اور حکمران پیسے کے لالچ میں اس کی آؤ بھگت کر رہے ہیں' عشرت العباد گورنر سندھ ہے کہ جو مشرف دور سے اب تک ڈنڈے کے زور پر سندھ کی گورنری پر قبضہ جمائے ہوئے ہے اور حکمران اس کو برقرار رکھنے پر مجبور۔ الطاف حسین سے کہ جس کی دہشت گردی اور ملک کے خلاف سازشوں کو ہمارے موجودہ حکمران اپنے سابقہ دور میں بیان کرتے نہیں تھکتے تھے۔ پھر صلح کروانے کے لیے جماعت اسلامی اور پیپلز پارٹی کو ذمہ داری سونپی ہوئی ہے یہ ان کی عقل مندی' فہم و فراست کی دلیل اور انداز حکمرانی کی ایک جھلک ہے……

قارئین ذی وقار! اس وقت ملکی حالات جس نہج پر پہنچ چکے ہیں نہ جانے یہ سطور شائع ہونے تک کیا رخ اختیار کریں یا شکل بن جائے کیونکہ عمران خان کے بقول اگر یہ دھرنا ختم ہو گیا تو اس کی شام میں گزرنا مشکل ہو جائیں گی حالانکہ اور بھی بہت سے لوگ صرف پُرتعیش شام گزارنے کے لیے ہی دھرنے کا حصہ بنے ہوئے ہیں۔ اور طاہر القادری کے تھیلے سے بھی بلونگڑے باہر آنا شروع ہو گئے ہیں اور وہ بھی اپنے ان آقاؤں کو مزید یقین دلانے کے لیے کبھی رقص وسرود کی محفلیں سجاتا ہے تو کبھی دینی مدارس کے خلاف زہر اگل کر یہود ونصاریٰ اور ہنود وقادیانیوں کو اپنی وفاداری کا یقین دلاتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابھی سازش ختم نہیں ہوئی اور نہ ہی سازشیوں کا سر کچلا جا سکا ہے اس لیے دیکھو اور انتظار کرو کی پالیسی جاری ہے۔ ہم بھی انتظار کرتے ہیں۔ **فانتظروا انی معکم من المنتظرین** ۔ لیکن یہ احتجاج اور ''بادشاہوں'' کا انداز حکمرانی بہت کچھ سبق دے گیا ہے اگر کوئی اس سے عبرت ونصیحت پکڑنے والا ہو تو آیئے چند ایک نصائح کو جاننے کی کوشش کرتے ہیں۔

(1) کوئی ماتحت اپنے مالک یا باس (Boos) کے کہنے پر کوئی غیر قانونی اور غلط کام نہ کرے کیونکہ یہ لوگ اپنے ماتحتوں کو اپنے مفادات کے حصول کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ اور یہ کہہ کر ہلہ شیری دیتے ہیں کہ تیرے جیسا

تو کوئی وفادار مجھے ملا ہی نہیں پوری سروس میں صرف تو ہی میرے معیار پر پورا اترا ہے اور ماتحت صاحب پھولے نہیں سماتے بلکہ دوست احباب کو فخریہ بتاتے پھرتے ہیں کہ اب میں ''سرکاری'' ہو گیا ہوں لیکن جونہی ان کا مطلب نکل جاتا ہے یا کوئی آفت آن پڑتی ہے تو پھر اس کے سر سے نا صرف کہ ہاتھ اٹھا لیتے ہیں بلکہ اس سے لاتعلقی کا اظہار بھی کر دیتے ہیں (جیسے سانحہ ماڈل ٹاؤن کے بعد حکومت نے پولیس اور پولیس نے گلو بٹ کے ساتھ کیا)۔

(2) اپنے اختیارات کا غلط اور ناجائز استعمال نہیں کرنا چاہیے نامعلوم اللہ تعالیٰ کب اور کس طرح تکبر اور رعونت کو خاک میں ملا دے۔ (جیسے حکمرانوں کو۔ لانگ مارچ کی اجازت دینے پر مجبور ہونا پڑا۔ انتظامات اور ارادے کیا تھے مگر عمل کیا ہوا۔؟)

(3) جس شخص سے آپ مفادات سمیٹتے ہیں عُسر و یُسر میں اس کے ساتھ کھڑے ہوں ورنہ وہ ایک دفعہ دھوکہ کھانے کے بعد کبھی بھی آپ کی خاطر اپنی عزت، جان، مال اور صلاحیتوں کو داؤ پر نہیں لگائے گا۔ (جیسے اسلام آباد میں پولیس نے کیا کہ لاہور سے ڈی چوک اور ڈی چوک سے پی ٹی وی ہاؤس تک انہوں نے کوئی مداخلت نہ کی سبب فقط یہ تھا کہ وہ اپنے بے وفا حکمرانوں کی خاطر زخمی ہونے اور مرنے یا بعد میں مقدمات کا سامنا کرنے کے لیے تیار نہ تھے)

(4) ہمیشہ اپنے مخلص دوست اور ساتھی ہی کام آتے ہیں دستر خوانیے یا تنخواہ دار اور مراعات کے بھوکے صرف مطلب کی حد تک ہوتے ہیں مفاد مل گیا تو ساتھ کھڑے ہیں نہ ملا تو پیٹھ میں چھرا گھونپنے سے بھی دریغ نہیں کرتے (جیسے پارلیمنٹ میں اپوزیشن جماعتوں نے حکومت اور حکمرانوں کے ساتھ کیا)

(5) کسی بھی کاج اور منہج کے ساتھ خلوص کا پتہ ہمیشہ مشکل وقت میں لگتا ہے ورنہ کام کے وقت غائب اور کھانے کے وقت موجود تو اکثر لوگ ہوتے ہیں۔ دستر خوانی قبیلہ عین کام کے وقت ذمہ داری قبول کرنے سے انکار کر دیتا ہے جبکہ مخلص سود و زیاں سے بے نیاز ہو کر میدان میں اترتا ہے۔

(جیسے جاوید ہاشمی نے مابعد کے حالات سے بے خوف ہو کر سازش کو اسی موقعہ پر بے نقاب کر دیا جب وہ عملی جامہ پہننے کے قریب تھی جبکہ کتنے وزراء اور پولیس افسران تھے جو رخصت پہ چلے گئے یا اہم مواقع پر ناراض ہو کر گھر بیٹھ گئے۔

(6) طبیعت کے خلاف مشورہ دینے والا ہر شخص دشمن یا مخالف ہی نہیں ہوتا بلکہ ہو سکتا ہے وہ پورے خلوص سے مشورہ دے رہا ہو اور نہ ہی ہر چاپلوس اور جھولی چک مخلص ہوتا ہے کیونکہ اگر آج وہ آپ کی چاپلوسی کر رہا ہے تو کل کلاں اسے کوئی اور باس (Boos) مل جائے گا تو وہ یہی عمل وہاں دہرا دے گا۔

جیسے جاوید ہاشمی کو اصولوں پر بات کرنے کی وجہ سے اس کی تمام تر قربانیوں کو نظر انداز کر کے موقعہ پرستوں کو نوازا گیا اور ہاشمی کو گھر سے لاتعلق ہونے پر مجبور کر دیا گیا مگر اس نے آخری وقت پریس کانفرنس کرنے نا صرف کہ اپنے خلوص کا ثبوت دے دیا بلکہ اپنے سابقہ لیڈروں کو فائدہ پہنچا کر پرانا سارا حساب پاک کر دیا۔ یا پھر جمعیت اہل

حدیث کو دیکھ لیں جن کو کبھی بھی میاں برادران سے وفاداری کا پورا صلہ نہیں ملا لیکن ان کے خلوص کا اندازہ لگائیں کہ جب اکتوبر 1999ء میں نواز شریف کی حکومت ختم کی گئی تو دوسرے دن ہی اس کی مذمت پروفیسر ساجد میر نے کردی جبکہ ایک ہفتہ تک کسی بھی مسلم لیگی کا بیان تک نہیں آیا تھا اب بھی سب سے پہلے نواز شریف کے حق میں اور دھرنے والوں کے خلاف مرکزی جمعیت اہل حدیث نے ہی ریلی کا اہتمام اور بہت بڑا جلوس لاہور میں نکالا یہ ہوتی ہے وفاداریا ورا سے کہتے ہیں اخلاص)۔

(7) خودغرض اور لالچ میں غیرت اور شرم وحیا نہیں ہوتی (جیسے طاہر القادری کے خطابات ہیں کہ وہ صرف دنیادی لالچ کی وجہ سے جھوٹ پہ جھوٹ بولتا ہے اور اتنی شرم بھی نہیں کرتا کہ سننے والے لوگ کیا تاثر قائم کریں گے)

(8) صحیح وقت پر صحیح فیصلہ نہ کر سکنے والا شخص نہ لیڈر ہو سکتا ہے۔ اور نہ ہی قیادت کے اہل ہوتا ہے کہ کسی ادارے ۔ جماعت یا ملک کی قیادت اسے سونپ دی جائے (جیسے کہ عمران خان ہے آزادی مارچ شروع کرنے سے لیکر اب تک نا تو اس نے اپنی عقل سے کوئی فیصلہ کیا ہے اور نہ ہی بروقت۔ جیسے کسی نے پیغام پہنچا دیا بغیر سوچ سمجھے اس پر عمل شروع کر دیا۔ نا کسی کا مشورہ قبول کیا اور نہ ہی کسی کے ساتھ شائستگی سے پیش آیا۔ نتیجہ آپ کے سامنے ہے کہ اب اسے کوئی ایسا ''دھورا'' بھی نظر نہیں آرہا کہ جس کی دم پکڑ کر یہ کہتے ہوئے گھر چلا جائے کہ ''چھڈ دے دھوریا میں گھر نہیں جانا''

(9) اگر انسان بول چال اور رہن سہن میں میانہ روی اختیار کرے کسی کی محبت یا عداوت کی وجہ سے ناانصافی کا مرتکب نہ ہو تو وہ شخص شرمندگی سے بچ جاتا ہے۔ (جیسے شہباز شریف کے ساتھ ہوا کہ زرداری دور میں پیپلز پارٹی خصوصا زرداری کے خلاف جو بیہودہ قسم کی زبان اس نے استعمال کی اور سڑکوں پر گھسیٹنے سمیت ہمہ قسم کی دھمکیاں دیں۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ جب اس کے تعاون کی ضرورت پیش آئی تو اب گھر میں آئے ہوئے سے بھی سامنا کرنے کی ہمت نہیں ہوئی اور کسی ایسی میٹنگ میں شرکت نہیں کی جس میں بڑے بھائی نے زرداری کو تعاون کے لیے کہنا تھا۔

(10) کرپٹ اور جھوٹا انسان کبھی جرات مند نہیں ہو سکتا۔

کرپٹ' جھوٹا اور عہدے وغیرہ کا حریص اور لالچی انسان کبھی جرات مند نہیں ہو سکتا۔ (جیسے کہ نواز شریف کے ساتھ پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس میں ہوا جس قدر حریفوں نے حلیف بن کر اپنے پرانے حساب باک کیے اور وزیراعظم نواز شریف سمیت پوری حکومت اور پارٹی نے ان طعنوں کو سنا اور تنقید کے تیروں کو برداشت کیا یہ بتاتے ہیں کہ اگر انسان لالچی نہ ہو تو نواز شریف اپنا استعفیٰ ذمہ داروں کے منہ پر مار کے اُٹھ آتا کہ اس بے عزتی سے تو بہتر ہے میرا وزیراعظم نہ رہنا۔ لیکن یہ عہدے کا لالچ ہی تھا کہ جس نے کرپشن جیسے الزامات کا جواب بھی نہ دینے دیا بلکہ اعتراض کرنے والوں سے الٹا معافی بھی مانگ لی)تلک عشرۃ کاملۃ

قارئین! اس کے علاوہ بھی اس سارے بحران میں بہت سے سبق اور نصیحت آموز باتیں موجود ہیں مگر یہ کہتے ہوئے بات کو سمیٹتا ہوں۔ **هل من مدکر**